مسلکِ اہلحدیث کا داعی اور ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
پاکستان
جلد ۳۵
۳ رجب ۱۴۰۴ھ
جمعۃ المبارک
۶ اپریل ۱۹۸۴ء
شمارہ ۳۶۵
مندرجات
اداریہ ۳ - ۴
درسِ حدیث (خطبہ تبوک) ۵ - ۶
بنک سے تعاون اور اس کے سود
کا شرعی حکم (۷) ۷ - ۱۱
میاں نذیر حسین کے سفرِ حج کے
واقعات ۱۲ - ۱۳
کام چوری ۱۴ - ۱۵
دو تعزیری فیصلے ۱۶
تبصرۂ کتب ۱۷
اطلاعات و اعلانات ۱۸ - ۲۳
محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
محمد سلیمان انصاری
سالانہ ــــ ۵۰ روپے
فی پرچہ ــــ ۵۰/۱ روپیہ
ممالکِ غیر : ۲۰ پونڈ

پاکستان اہلحدیث کانفرنس ماموں کانجن

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی چودھویں سالانہ تعلیمی، تبلیغی عظیم الشان پاکستان اہلحدیث کانفرنس

مؤرخہ ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۸۴ء • بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار

بطلِ حریت خطیبِ ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی صدارت میں منعقد ہو رہی ہے جس میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر فضیلۃ الشیخ عبداللہ الصالح العبید حفظہ اللہ • امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل مہمانِ خصوصی ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ علاوہ ازیں ملک بھر کے نامور علماء، فضلاء، مبلغین، مدرسین، خطباء، محدثین، زعماء، قائدین، شعراء اور اہلِ دانش بھاری تعداد میں شرکت فرما رہے ہیں۔ نیز کانفرنس میں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر اور شیخ سعد عبد الفتاح ازہری، ڈاکٹر احمد محمد جمال مصری الشیخ عبداللہ عزام، چوہدری محمد افضل چیمہ، صدر ضیاء الحق کے دینی علوم کے مشیر ڈاکٹر مصلح الدین، عزت مآب سعودی سفیر، عراقی سفیر اور کویتی سفیر کی شمولیت کا غالب امکان ہے۔

خطبۂ جمعہ

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی آف کراچی ارشاد فرمائیں گے

- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں • کھانے کا انتظام مجلسِ استقبالیہ کی طرف سے ہوگا۔ نیز عورتیں بچوں کو ساتھ نہ لائیں • سٹال لگانے والے حضرات جلد رابطہ قائم کریں۔ ہر ممکن سہولت دی جائے گی۔
- مفصل اشتہار چھپ چکا ہے جہاں نہ پہنچا ہو رابطہ قائم کریں۔

محمد اسلم سیف فیروزپوری

ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

سردار شوکت حیات کا شوکتِ اسلام سے انکار

ان دنوں مسلم لیگ کی صفوں میں عجیب و غریب بوقلمونی پائی جاتی ہے۔ صدر لیگ پیر پگاڑا صاحب تو ہمہ وقت تفنن کے موڈ میں رہتے ہیں اور سیاسی سوالوں کے جواب بھی چٹکلوں اور لطیفوں میں دیتے ہیں۔ ان کے لطائف میں کثرت اکل و شرب اور لذت کام و دہن کی ہوتی ہے کبھی بٹیروں اور مرغوں کی دعوتوں کا ذکر ہوتا ہے کبھی پلاؤ زردے اور حلوے کے خوانوں پر چلیں چلتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنی پارٹی کے "منشور" کی یاددہانی کراتے رہتے ہیں۔ ۲۳ مارچ کا لیگی اجتماع بھی کھانے کی دیگوں پر ہوا۔ اس میں پارٹی سے روٹھے ہوئے لیگی حضرات بھی شامل تھے جن کی اپنی اپنی لیگیں اور گروپ ہیں۔ یہ سب لوگ معلوم ہوتا ہے کہ محض کھانے پینے کے لئے ہی جمع ہوئے تھے حالانکہ یہ سب "تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ" کے مصداق تھے۔

مسلم لیگ جو دن رات اپنے طور پر "پاکستان کی خالق جماعت" ہونے کا دعویٰ کرتی رہتی ہے۔ درحقیقت محض ایک سیاسی جماعت ہے جس نے پاکستان بنانے کے لئے اسلام کا نعرہ لگایا مگر اسلام کو پاکستان میں داخل ہونے ہی نہیں دیا۔ اس کے بعض سرکردہ اور پرانے لیگی تو یہ راز بھی طشت از بام کر چکے ہیں کہ مسلم لیگ کے سامنے اسلام کا نفاذ کبھی نہیں تھا محض الیکشن جیتنے کا سٹنٹ تھا۔ جناب ممتاز محمد خاں دولتانہ کچھ عرصہ پہلے اپنے ایک انٹرویو میں کہہ چکے ہیں کہ ہمارا مقصد پاکستان کا حصول تھا اور اسلام کو نعرہ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اب "جنگ فورم" میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے اسی سطح کے پرانے لیگی لیڈر سردار شوکت حیات نے "سچی بات" کہہ دی ہے کہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" محض بچوں کا انتخاب جیتنے کا نعرہ تھا۔ (شمارہ ۲۶ مارچ) اس کا مطلب گویا وہ نہیں تھا جو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

مسلم لیگ کے طنبوروں سے جب کوئی بھیرویں کی سُر نکلتی ہے تو اس کی تان آکر اسلام کی نفی پر ٹوٹتی ہے ہمیں حیرت ہے کہ وہ نعرہ جو کسی کی کامیابی کا ضامن ہوتا ہے بعد میں اسی کے لئے کیوں بے وقعت ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر اس نعرہ باز کو نہ خدا کا خوف رہتا ہے اور نہ دنیا کی شرم رہتی ہے اور وہ بڑی ڈھٹائی سے اس نعرہ کو محض ایک "وقتی ہتھیار" کی حیثیت دینے پر تل جاتا ہے۔ عوام الناس نے تو پاکستان کو اسلام ہی کا ملک سمجھ کر اپنی جانیں دیں، گھر بار لٹوائے، عورتوں کی عصمتیں برباد ہوئیں اور پنجاب، بہار، بنگال، دکن، یوپی، کشمیر غرض ہندوستان کے

طابع ● چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع ● ادمنی پرنٹرز لاہور ● ناشر ● محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت ۔ شیش محل روڈ ۔ لاہور

ہر خطے میں مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ اور اسی لا الٰہ الا اللہ کے نعرے نے ہندوستان کو تقسیم کیا مگر مسلم لیگ نے اسے محض ایک سیاسی سٹنٹ سمجھ رکھا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی خالق مسلم لیگ نہیں اسلام اور محض اسلام ہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک میں بھی اسلام ہی کے نعرے نے ایک جابر حکومت کا تختہ اُلٹا تھا ورنہ کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی کہ اس کو ہلا سکتی۔ مسلم لیگی لیڈروں ہی کو نہیں تمام سیاست دانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قوم کا خمیر اسلام ہی سے اٹھا ہے۔ اور اسلام ہی اس کے آڑے وقتوں میں کام آ سکتا ہے۔ اس لئے وہ خلوصِ دل سے اس کی حقانیت اور قوتِ قاہرہ کو تسلیم کریں اور صمیم قلب سے اس کے نفاذ کی طرف لوٹیں۔ یہاں اس کے علاوہ کوئی جمہوریت، کوئی سوشلزم، کوئی سیکولرازم اور کوئی امپریلیزم کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر ۱۹۴۷ء میں یہ ایک سیاسی نعرہ تھا اور ۱۹۷۷ء میں ایک وقتی حربہ تھا تو وہ دَور ختم ہو گیا۔ اب اسلام یہاں کی ضرورت بن چکا ہے۔ جس سے صرفِ نظر کرنا کسی لیڈر کے بس میں نہیں۔ قوم کو بے وقوف بنانے اور عوام کو ایکسپلائٹ کرنے کے دن لد گئے۔ اس لئے اب نہ کسی ممتاز محمد خاں کو اسلام کی ممتاز حیثیت سے انکار بن آئے گا نہ کسی شوکت حیات کو شوکتِ اسلام کی نفی سے فائدہ پہنچے گا۔ اسلام ایک اُبھرتی ہوئی سحر ہے جس کے آگے کوئی سیاسی دیوار کھڑی نہیں کی جا سکتی۔ اگر لیڈر اپنے نعرے میں مخلص نہیں تھے تو قوم تو مخلص تھی ——! اور خداوند قدوس مخلص لوگوں کا ہی ساتھ دیتا ہے۔ فافہم!!

لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی

حکومت کی طرف سے خطبہ جمعہ اور اذان کے علاوہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی نافذ ہے۔ یہاں تک کہ مسجدوں کے اندر درسِ قرآن اور دیگر دینی اجتماعات میں بھی لاؤڈ سپیکر بلا اجازت استعمال نہیں ہو سکتا اور خلاف ورزی کرنے والے سزا کے مستوجب ٹھہرتے ہیں۔ ۱۸ مارچ کے نوائے وقت لاہور کے مطابق گوجرانوالہ کی مسجدوں کے بہت سے امام اور خطیب اس "جرم" میں گرفتار کئے گئے اور غالباً بعد میں ضمانت پر رہا ہوئے۔ اسی طرح ہمارے ایک خطیب حافظ آباد میں نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن میں لاؤڈ سپیکر استعمال کرتے ہوئے گرفتار ہوئے اور ضمانت پر رہا کئے گئے۔

لاؤڈ سپیکر کے عام استعمال نے بلاشُبہ بہت سی قباحتیں بھی پیدا کی ہیں اور عوام کے سکون میں زبردست ارتعاش پیدا کر رکھا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ عائد شدہ پابندی پر واقعی عمل ہو رہا ہے؟ کیا چند مولویوں کو پکڑ کر ان سے ضمانت لے لینے سے "سب اچھا" ہو گیا ہے۔ حالانکہ محلوں، گلیوں، بازاروں، بسوں، ویگنوں اور دیگر پبلک مقامات پر لاؤڈ سپیکر پر ایسے لچر اور بازاری گانے نشر ہوتے ہیں اور سمع خراش بے ہنگم شور اس طمطراق سے جاری رہتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس پر نہ کسی پولیس والے کو توفیق ہوتی ہے کہ ان کو بند کر سکے نہ کسی افسر کے کان پر کوئی جوں رینگتی ہے۔ ہم لاؤڈ سپیکر کے استعمال اور عدم استعمال کی بحث میں پڑے بغیر انتظامیہ سے صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ دینی اجتماعات اور درسِ قرآن میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کیوں قانون کی خلاف ورزی ہے جب کہ بازاروں اور بسوں وغیرہ میں اس کو عملی طور پر مستثنیٰ سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اس پر کوئی قدغن نہیں؟

ان لچریات اور لغویات سے قوم کی کس قسم کی اصلاح و تربیت مراد ہے اور دینی اجتماعات سے کن مفاسد کا خطرہ ہے؟

(۲۴) وراس الحکمۃ مخافۃ اللہ عز وجل

"اور دانائی کا سب سے اونچا درجہ اللہ عزّ و جلّ سے ڈرتے رہنا ہے"

دانائی اور حکمت اسے کہتے ہیں کہ دنیا میں جو کوئی بھی کام کیا جائے۔ سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ اس کام کے نشیب و فراز کی طرف نگاہ رکھی جائے اور اس کے نتائج کو مدِ نظر رکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دل و دماغ کو خوفِ الٰہی سے خالی نہ رکھا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا اصل حکمت و دانائی ہے۔

(۲۵) وخیر ما وقر فی القلوب الیقین

"اور بہترین چیز جو دلوں میں جاگزین ہو یقین ہے"

آدمی کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ شک و شبہ، خوف، غم، خوشی، غفلت وغیرہ۔ اور ان میں سے کوئی چیز دل میں جگہ پکڑ لے تو انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے ان سب کے خلاف اگر دل میں یقین جگہ پکڑ لے تو اطمینان اور قوت حاصل ہو جاتی ہے اور انسان احساس کمتری کا شکار ہو جانے سے بچ جاتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کو اپنی زندگی کے ہر قدم پر یقین کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے اور یقین کو لازم پکڑنا چاہیئے اور یقین سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

(۲۶) والارتیاب من الکفر

"اور شک و شبہ کفر کی ایک قسم ہے"

کفر کے لغوی معنی اندھیرے کے ہیں اور جب اندھیرا ہو۔ تو انسان کو راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اور جو شخص دین اسلام قبول کر کے اس کے صحیح احکام پر عمل نہیں کرتا صرف زبانی جمع خرچ کرتا ہے تو اس کو توبہ کر کے اپنے دل سے شک و شبہ نکال دینا چاہیئے تاکہ اس کو نفسیاتی کش مکش سے نجات حاصل ہو جائے اور اللہ کے نزدیک بندہ مقبول ہو جائے۔

(۲۷) والنیاحۃ من عمل الجاھلیۃ

"اور نوحہ کرنا دورِ جاہلیت کی ایک رسم ہے"

کسی کی موت پر آنسو بہانا اور غمگین ہونا جائز ہے۔ بلکہ علامتِ ایمان ہے لیکن نوحہ کرنا، بین کرنا، نازیبا کلمات زبان سے ادا کرنا یہ ناپسندیدہ عمل ہے اور جاہلیت کی رسم ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۲۸) والغلول من حر جہنم

"اور غلول جہنم کی تپش میں سے ہے"

غلول کے کئی معنی ہیں۔ یہاں غلول کے معنی مالِ غنیمت کا مال چھپانا مراد ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جس کسی نے جنگ کے مالِ غنیمت کا مال چھپایا اس کی سزا جہنم ہے۔ ظاہر میں تو اسے مال مل جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ جہنم کی تپش اور حرارت کا ایک حصہ ہے جسے وہ اپنے لئے اپنی ہی کوشش سے حاصل کر رہا ہے۔

(۲۹) والسکر کیّ من النار

"اور نشہ جہنم کی آگ سے داغ ہے"

جب کسی کو آگ سے داغ دیا جائے تو وہ مخبوط الحواس سا ہو جاتا ہے۔ بالکل وہ شخص بھی مخبوط الحواس ہو جاتا ہے جو نشہ کرتا ہے۔ نشہ میں اس کی عقل کام نہیں کرتی۔ فضول بکواس کرتا ہے۔ اس کی عقل جواب دے دیتی ہے۔ چونکہ سکر یعنی نشہ کی کیفیت داغ زدہ کیفیت سے مشابہ ہے اور اس کی اخروی سزا بھی داغ زدہ احساس والم سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے سکر کو جہنم کی آگ سے داغ دینے کے برابر قرار دیا ہے۔ (باقی)

درس حدیث

ملک عبدالرشید عراقی (سوہدرہ)

(۴)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خطبہ تبوک

(۱۹) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا یَاْتِی الْجُمُعَةَ اِلَّا دُبُرًا

"اور کچھ لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں نہیں آتے مگر بڑی دیر سے"

آدمی کی کیفیت یہ ہے کہ وہ جس مقصد کو جس قدر عزیز رکھتا ہے۔ اُسی قدر اس کی یاد اس کے دل میں قائم رہتی ہے۔ مثلاً کسی مقدمہ کی تاریخ پر جانا ہو تو صبح سویرے گھر سے نکل پڑتا ہے۔ اب ذرا اس بات کو ذہن میں لائیے، کہ جمعہ کے لئے مسجد میں اس وقت جاتا ہے جب کہ خطیب دوسرا خطبہ پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ اس کے نزدیک جمعہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور جمعہ کی حاضری اس کے نزدیک اتنی اہم نہیں۔ جتنی کہ ہونی چاہیئے حالانکہ اللہ تعالٰے کا حکم ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو فوراً اللہ کی یاد کی طرف چل پڑو۔

(۲۰) وَمَنْ لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ اِلَّا ھَجْرًا

"اور کچھ وہ لوگ ہیں جو اللہ کو نہیں یاد کرتے مگر کبھی کبھی"

آدمی کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھے۔ جس وقت کے لئے جو حکم ہے اُسے بجالائے۔ اللہ کی یاد سے اپنے آپ کو ایک لمحہ بھی غافل نہ رکھے۔ اگر انسان اپنے آپ کو اللہ کی یاد سے غافل رکھے گا تو دنیا و آخرت میں محرومی کا شکار ہوگا اور اس کے علاوہ آخرت میں شدید عذاب سے دوچار ہوگا۔

(۲۱) وَمِنْ اَعْظَمِ الْخَطَایَا اللِّسَانُ الْکَذَّابُ

"اور بہت بڑے گناہوں میں سے جھوٹ بولنے والی زبان ہے"

بڑے بڑے گناہ اور بھی ہیں مگر سب گناہوں کا سردار جھوٹ ہے۔ اس برائی کے نتائج فطرت انسانی کے نزدیک ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ معاشرے میں جتنی برائیاں جنم لیتی ہیں وہ سب جھوٹ کی پیداوار ہیں۔ اس لئے ہر انسان کو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جھوٹے آدمی کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں۔

(۲۲) وَخَیْرُ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ

"اور بہترین بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے"

انسان کی ضرورتوں اور خواہشوں کی کوئی حد نہیں۔ وہ مال و دولت کا ہی نہیں اور بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔ اور انسان اپنی ساری زندگی ان ضرورتوں اور خواہشوں کی تکمیل میں صرف کردیتا ہے اور اپنی زندگی کو اجیرن بنالیتا ہے۔ راحت و آرام اس کو میسّر نہیں ہوتا مگر جس شخص کو نفس کی بے نیازی حاصل ہوجائے تو اس کو خوشی اور مسّرت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کی زندگی بھی سکون سے بسر ہوتی ہے اور اللہ تعالٰے کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب اللہ تعالٰے کی خوشنودی حاصل ہوجائے، تو اس کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے۔

(۲۳) وَخَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

"اور بہترین زادِ سفر تقوٰے ہے"

انسان کی ساری زندگی ایک سفر ہے اور جو شخص اللہ تعالٰے اور اُس کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ تعالٰے اور اس کے نبی کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔ ایسے شخص کے سفر کا مقصد حصولِ جنت ہے۔ اور سفر کے لئے زادِ راہ کی بھی ضرورت ہے اور تقوٰی سے بہتر کوئی زادِ راہ اچھا نہیں۔ اگر کوئی شخص تقوٰی کی حدود میں رہ کر روزی کماتا ہے اور اسی حدود میں خرچ کرتا ہے تو عمل اس کے لئے بہترین ثابت ہوگا۔

بحث و نظر
(قسط ۷ آخری)

مولانا برہان الدین سنبھلی۔ اُستاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ

بینک سے تعاون اور اس کے انٹرسٹ (سود) کا شرعی حکم؟

مال حرام کا یہ حکم اتفاقی ہے

ایسے مال حرام — کہ جس کا اصل مالک یا مستحق کو لوٹانا ممکن نہ ہو — کے بارے میں فقہاء حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتاب "الدر المختار" اور اس کی شرح "رد المحتار" میں ہے۔

علیہ دیون و مظالم جھل اربابھا وأیس من علیہ ذلک من معرفتھم فعلیہ التصدق قدرھا.... کمن فی یدہ عروض لا یعلم مستحقیھا اعتبارا للدیون بالاعیان ومتی فعل ذلک سقط عنہ المطالبۃ فی العقبی۔

"جس کسی شخص پر قرضے ہوں، یا ظلم کے ذریعے سے اس نے مال حاصل کیا ہو اور مال کے اصل مالک و مستحق کا پتہ نہ چل رہا ہو تو اس کے بقدر صدقہ کرنا ضروری ہے..... اور جب ایسا کرے گا تو آخرت کے مواخذہ سے بچ جائے گا۔ (مفہوم)

اس پر علامہ ابن عابدین شامی نے یہ تعلیق کی ہے۔

قولہ کمن فی یدہ عروض الی آخرہ یشمل ما اذا کانت لقطۃ او غصبا أو رشوۃ فان کانت لقطۃ فقد علم حکمھا (ای وجوب التصدق بھا) ان کان غیرھا فالظاھر وجوب التصدق بأعیانھا وقولہ سقط عنہ المطالبۃ... لأنہ بمنزلۃ مال الصناع والفقراء مصرفہ عند جھل أربابہ۔

مطلب یہ ہے کہ:۔

"لقطہ، غصب اور رشوت کے مال کا تقریباً ایک ہی حکم ہے (اسے صدقہ کیا جائے) البتہ لقطہ کے علاوہ اگر ناجائز ذریعہ سے حاصل شدہ مال بعینہ موجود ہو تو اسی کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صدقہ کے بعد آخرت کے مؤاخذہ سے بچ جانے کی وجہ یہی ہے کہ اصل مالک کا پتہ نہ چلنے کی صورت میں مال کا مصرف فقراء ہیں"۔

حنفی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کے مال کو لقطہ جیسا سمجھتے ہیں۔ دونوں (لقطہ اور مجہول المالک مال) میں یہ بات مشترک ہے کہ مال کے اصل مالک کا پتہ نہیں چل رہا ہے اور جس شخص کے قبضہ میں ایسا مال آ گیا ہے۔ وہ آخرت کے مؤاخذہ سے بچنا اور براءۃ ذمّہ چاہتا ہے، تو شریعت نے اس دشواری کا حل تصدق علی الفقراء بتلایا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث نبویہ اور اکثر اقوالِ صحابہؓ میں لقطہ کا یہی حکم ملتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث — جسے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بزار اور دارقطنی نے نقل کیا ہے — میں ہے۔

ان النبی سئل عن اللقطۃ فقال لا تحل اللقطۃ فمن التقط شیئا فلیعرفہ سنۃ فان جاء صاحبہ فلیردہ الیہ وان لم یأت فلیتصدق بہ الخ

"لقطہ کے بارے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا لقطہ (اٹھانے والے کے لئے) حلال نہیں ہے جو اٹھائے اس کی سال بھر تک تشہیر کرے اگر مالک آجائے تو اُسے دے دے ورنہ صدقہ کردے۔"

اور یہی مسلک متعدد کبار صحابہؓ و تابعینؒ کا بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

قال بعض اهل العلم من اصحاب النبیؐ وغيرهم يعرفها سنة فان جاء صاحبها والا تصدق به وهو قول سفيان الثوری وعبد الله بن المبارك۔

"بعض اہل علم صحابہؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ لقطہ کی سال بھر تک تشہیر کی جائے۔ اگر مالک آجائے تو خوب ورنہ اسے صدقہ کردیا جائے۔ یہی مسلک سفیان ثوریؒ اور عبداللہ بن مبارک کا بھی ہے" (یہ دونوں جلیل القدر تابعی ہیں)

مشہور فلسفی فقیہ علامہ ابن رشد اندلسی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "بدایۃ المجتہد" میں ذکر کیا ہے کہ یہی قول حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ اور تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ صاحب "الجواہر النقی" نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے (بہ سند متصل) حضرت عمرؓ کا یہ معمول نقل کیا ہے۔

كان عمرؓ يامر أن تعرف اللقطة فان جاء صاحبها والا تصدق بها.....

"حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ لقطہ کی تشہیر کرتے تھے اگر مالک نہ آتا تو صدقہ کردیا کرتے تھے"

اور اس کی سند کے بارے میں کہا ہے۔ "هذا سند جليل متفق عليه إلا ابراهيم فان مسلماً انفرد به" اور اس میں حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بھی یہی مسلک سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور حضرات عبداللہ بن عمرؓ، سعید بن المسیبؒ، شعبیؒ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ اور عکرمہؒ جیسے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعین کا بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ اتنی کثیر تعداد (صحابہؓ اور تابعینؒ) کی جب یہ رائے رکھتی ہے تو حدیث بالا میں اگر کچھ ضعف بھی ہو (جیسا کہ بعض محدثین نے کہا ہے) تو اس کی تلافی ہو جائے گی اور حدیث قابل استدلال بن جائے گی جیسا کہ محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے۔

فلو سمعنا ضعف حديث ابی هريرةؓ فی الصدقة كفانا جواز التصدق بالاجماع۔

"اگر بالفرض ہم یہ مان لیں کہ حدیث ابوہریرہؓ (مذکورہ بالا حدیث رسول اللہ صلعم) ضعیف ہے تو صدقہ کے جواز پر اجماع کا ہونا، کافی دلیل ہے"

خلاصۂ کلام یہ کہ مال حرام کے صدقہ کرنے کے حکم پر تقریباً تمام مسالک کے علماء متفق نظر آتے ہیں (جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا) البتہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے متبعین اسے لقطہ کے حکم میں رکھتے ہیں، اور ان کی تحقیق میں، مذکورہ بالا دلائل کی بناء پر لقطہ کا صدقہ کرنا بھی واجب ہے۔ (اگر مالک کا پتہ نہ چل سکے) دیگر فقہاء بھی ـــــ اگرچہ لقطہ کا حکم اس سے مختلف بتاتے ہیں لیکن ـــــ اموالِ حرام کا یہی حکم بیان کرتے ہیں (حافظ ابن قیمؒ کی زاد المعاد کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ وہ یہ مسلک صحابہ سے ثابت شدہ کہتے ہیں) صاحب ہدایہ نے اس سلسلہ میں ایک بہت پتہ کی بات لقطہ کا حکم بیان کرتے ہوئے ذکر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

فان جاء صاحبها دفعها اليه والا تصدق بها ايصالا للحق وهو واجب بقدر الامكان وذلك بايصال عينها عند الظفر بصاحبها وايصال العوض وهو الثواب على اعتبار اجازته التصدق بها[1]

[1] ہدایہ ـ ص ۵۹۵ ـ ج ۲

"لقطہ کا مالک آجائے تو اسے دے دیا جائے ورنہ صدقہ کر دیا جائے۔ کیونکہ حق کا صاحب حق، تک ممکنہ طریقہ سے پہنچانا ہی مطلوب ہے تو اگر مالک مل جائے تو اصل مال اس تک پہنچ جائے گا ورنہ اس کا عوض یعنی اجر آخرت اسے ملے گا (اجازت کی صورت میں)۔"

مالِ حرام فقیر ہی کو دینا ضروری ہے

یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا مناسب (بلکہ شاید ضروری) ہو گا کہ ایسے اموال (جو حرام ذریعہ سے حاصل ہوئے ہوں اور ان کے اصل مالکین کو لوٹانا کسی بھی طرح ممکن نہ رہا ہو، ان) کا فقراء ہی پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ عام مصرفِ خیر میں صرف نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ سابق مفتی اعظم پاکستان وصدر مفتی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد شفیع نور اللہ مرقدہ نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ فقراء پر صدقہ کرنا (یعنی انہیں مالک بنانا ہی ضروری ہو گا، کسی اور طرح کے مصرفِ خیر میں خرچ کرنا (مثلاً مسجد بنانا، یا بنائے مدارس میں خرچ کرنا) جائز نہ ہو گا۔ موصوف نے اس مسئلہ پر پورا ایک رسالہ "اشباع الکلام من مصرف الصدقۃ الحرام" تحریر فرمایا ہے[2] اس میں کثیر دلائل سے اس رائے کی صحت ثابت کی ہے۔ اور مخالف اعتراضات واحتمالات کے شافی جوابات دیئے ہیں۔

——— راقم سطور بھی ——— دونوں نقطہ نظر رکھنے والوں کے دلائل اور کلام پر غور کرنے کے بعد۔ یہی قول راجح سمجھتا ہے جسے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ثابت کیا ہے (تفصیل کے طالب رسالہ دیکھیں) بعض علماء نے عام مصارفِ خیر میں ایسے اموال کا خرچ کر دینا جائز بتایا ہے اور مفتی شفیع صاحب کے استدلال کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے۔

[2] یہ رسالہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل (مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند) جلد ہفتم وہشتم میں شامل ہے۔

(لیکن جیسا کہ اوپر گزرا دلائل کی قوت سے مفتی صاحب ہی کی رائے راجح ثابت ہوتی ہے) مفتی صاحب کی بحث وتحقیق کا ایک اہم جزویہ ہے کہ "تمام فقہی مآخذ اور معتبر کتابوں میں ایسے اموال کا حکم "تصدق بہ" یا "وجب علیہ التصدق" جیسی عبارتوں میں بتایا گیا ہے (یہ بات اس مقالہ میں بھی متعدد حوالوں سے مذکور ہو چکی ہے) نیز فتاویٰ بزازیہ اور عالمگیری میں بھی "تصدق" کے الفاظ ملتے ہیں، اور جب "تصدق" مطلق بولا جائے تو فقہاء کے یہاں اس سے واجب التملیک صدقہ ہی مراد ہوتا ہے جس کا مصرف فقراء ہیں، مدارس ومساجد نہیں۔ جیسا کہ امام ابوبکر الجصاص الرازی نے "احکام القرآن"[1] میں قرآن مجید کی آیت "وفی الرقاب" کے تحت صراحت کی ہے۔

وعتق الرقبة لا تسمى صدقة وما اعطى فی ثمن الرقبة فلیس بصدقة۔۔۔ وایضا فان الصدقة تقتضی تملیکًا۔۔۔۔ اذ شرط الصدقة وقوع الملك للمتصدق علیه (ایضًا)[1]

"غلام کا آزاد کرنا صدقہ نہیں کہلائے گا۔ غلام کی قیمت میں جو رقم صرف ہو گی وہ بھی صدقہ نہیں ہے۔۔۔۔ اس لئے کہ صدقہ کا تقاضا ہے کہ فقیر کو مالک بنا دیا جائے صدقہ کی شرط ہی یہ ہے کہ فقیر کی ملکیت ہو جائے"

علاوہ ازیں مفتی اعظم اول دارالعلوم دیوبند

عہ ابھی گزشتہ صفحہ کے حاشیہ پر بھی "البحر الرائق" کی عبارت میں "یجب التصدق" ہونا بحوالہ مذکور ہے۔

[1] احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۵۴

[2] رسالہ "اشباع الکلام" ——— مفتی صاحبؒ موصوف نے اور بھی متعدد مآخذ کی روشنی میں اپنی بات کو مدلل کیا ہے۔ نیز مخالفانہ اعتراضات واحتمالات کے جواب بھی دیئے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک فتویٰ مطبوعہ یہ ملتا ہے:۔ " ناجائز کمائی کا یہ حکم ہے کہ وہ اصل مالک کو واپس دی جائے اور اگر مالک یا اس کے وارث نہ ہوں تو فقراء اور مساکین پر صدقہ کیا جائے۔ اس لئے مدارس کے غریب طلبا کو دینا جائز ہوگا اور مسجد کے امام و مؤذن بھی اگر غریب ہوں تو ان کو لوجہ اللہ بطور صدقہ دینا جائز ہوگا۔ تنخواہ میں دینا ان کو بھی جائز نہیں، اسی طرح مسجد میں لگانا بہر حال مکروہ ہے۔" (فتاویٰ دار العلوم ص۳۴۳ جلد ہفتم، ہشتم)۔

ضروری اور قابلِ لحاظ بات

اس لئے ضروری ہے کہ ایسے اموال، صرف فقراء کو دیئے جائیں، اور انہیں مال کا مالک بنایا جائے، البتہ فقیر مالک بننے کے بعد اسے تمام جائز کاموں پر خرچ کر سکتا ہے[1] (جس میں کسی مدرسہ کی امداد یا مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے) جن علماء نے بینک سے ملنے والے سود کا مصرف رفاہِ عامہ کے تمام کام بتائے ہیں۔ اور فقراء پر صدقہ کرنا ہی واحد مصرف نہیں قرار دیا ہے، ان کے پیش نظر غالباً صرف ہندوستان رہا ہے[2] (وہ بھی "دار الحرب" تسلیم کر لئے جانے کی صورت میں) کیونکہ عموماً ان حضرات نے اپنے مدعا کا اثبات ہدایہ میں مذکور (امام محمدؒ کی "سیر کبیر" کی) ایک عبارت سے کیا ہے جس میں صراحت کے ساتھ "اہل الحرب کے اموال کا مصرف" مصالح المسلمین" کو قرار دیا گیا ہے۔

اگر مذکورہ بحث (سود کے مصرف کی بحث) صرف ہندوستان یا اس جیسے دیگر ملکوں ہی سے متعلق و محدود ہوتی تب تو کسی درجہ میں اس عموم کی گنجائش نکل سکتی تھی۔ اگرچہ اس میں (ہندوستان جیسے ملکوں کے بارے میں) ابھی یہ واقعی احتمال موجود ہے کہ بینکوں میں سرمایہ جمع کرنے والے، یا بینکوں سے سود پر قرض لینے والے صرف غیر مسلم (اہل الحرب) ہی نہیں ہوتے بلکہ مسلمان بھی معتد بہ تعداد میں ہوتے ہیں (اور شاید یہ کہنا عام جائزہ کے پیش نظر غلط نہ ہوگا کہ مسلمان اپنے عددی تناسب سے کچھ زیادہ ہی سود دینے والے ملیں گے) تو پھر مسلمان سے وصول کردہ سود کا مصرف بعینہٖ وہ قرار دینا جو حربی کے اموال کا ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ اس پہلو کو پیش نظر رکھنے کے بعد ہندوستان جیسے ملکوں (اگر انہیں دار الحرب مان لیا جائے تب بھی ان) کے بینکوں سے ملنے والے سود کی رقم کا بالکلیہ

---

[1] چونکہ فقیر کو مالک بننے کے بعد شرعاً یہ حق مل جاتا ہے کہ اب وہ جہاں - جائز مصرف میں - چاہے اسے صرف کردے اس لئے کہ اگر وہ کسی ایسی جگہ خرچ کرتا ہے جہاں (اس فقیر کے پاس آنے سے قبل) یہ مال خرچ نہیں کیا جا سکتا تھا تو بھی صحیح ہوگا۔ اس بات کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے، بخاری شریف ص۲۰۲ ج۱ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت بریرہؓ نے ایسا گوشت پیش کیا جو انہیں کسی نے صدقہ کے طور پر دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا (حالانکہ صدقہ کے استعمال سے آپ انتہائی احتیاط فرماتے تھے) جب توجہ دلائی گئی تو فرمایا کہ "بریرہؓ کے لئے وہ صدقہ تھا اور جب بریرہ نے مالک بن جانے کے بعد وہ ہمیں دیا تو چونکہ ان کی نیت صدقہ کی نہیں بلکہ ہدیہ کی ہے اس لئے (وہ ہمارے لئے ہدیہ ہے"۔ اسی سے فقہاء نے ایک اہم اصول اخذ کیا ہے کہ "تبدیل ملک تبدیل عین کا سبب ہے"۔ متن حدیث اس طرح ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُتِیَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ عَلٰی بریرۃ فقال ھو علیھا صدقۃٌ وھو لنا ھدیۃٌ" - اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ام عطیہؓ سے متعلق بھی بخاری ہی میں مروی ہے۔

[2] اس کے قرائن بھی ملتے ہیں مثلاً یہ کہ وہ فتاویٰ اکثر انگریزی حکومت کے زمانے کے ہیں - علاوہ ازیں حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے مکتوبات میں بھی ملتا ہے کہ "جو بینک ریاست اسلامیہ کے ہیں ان سے سود لینا سمجھ میں نہیں آتا، جو بینک مشترکہ مسلم اور غیر مسلم کے ہیں ان کا حکم حربیوں کا نہیں ہو سکتا۔" (مکتوبات ج۱ ص ۱۶۹)

مصرف قرار دینا جو "اہل الحرب" کے اموال کا ہے درست نہ ہوگا[1] اس لئے یہاں بھی بینک کے سود کو عام مصرفِ خیر میں خرچ کرنے کے عمومی جواز کا فتویٰ دینا خلافِ احتیاط ہوگا،

علاوہ ازیں یہ کہ مذکورہ بحث (سود کے مصرف کی بحث) ہندوستان یا اس جیسے دیگر ملکوں ہی تک کیوں محدود رکھی اور سمجھی جائے؟ کیا وہ ممالک جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جنہیں "دارالحرب" قرار دینا ممکن نہیں، ان میں سودی بینکوں کا نظام رائج نہیں ہے؟ اور کیا وہاں بھی مسلمان بینکوں سے سود پر قرض لیتے یا دیتے نہیں ہیں؟ اگر وہاں بھی یہ سب کچھ ہو رہا ہے (اور یقیناً ہو رہا ہے) تو پھر کیا وہاں کے مسلمانوں کا اس مسئلے سے واقف ہونا، یا انہیں یہ مسئلہ بتانا غیر ضروری ہے؟ (اگرچہ مسلم اکثریت کے ملکوں میں سودی نظام کا بدلنا، شرعی فریضہ ہے جو سب پر عائد ہوتا ہے)

بنا بریں بینک سے سُود کے طور پر وصول شدہ رقم کی نوعیت "لُقَطَہ" کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتی (اور پر گذرا کہ لُقَطَہ کے مصرف کے بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ "واجب التصدق" ہے) جو بھی بینک کے نظام سے ذرا واقف ہے جانتا ہے کہ بینک کو سُود دینے والوں ـ یعنی اس رقم کے اصل مالکین ـ کا پتہ چلانا متعذر ہے کیونکہ بینکوں کا یہ عمومی دستور ہے کہ وہ "کھاتہ دار" کے علاوہ کسی اور کو ـ کھاتہ، بینک بیلنس یا درآمد برآمد وغیرہ تفصیلات سے ـ مطلع نہیں کر سکتے۔

اگر بینک تجارت کے ذریعے حاصل شُدہ اپنے سرمائے سے بھی سُود دیتا ہے، اور اس کا بینک کو لوٹانا شرعی مصلحت سے ناجائز یا نامناسب ہے، تو بھی اس کا صدقہ واجب ہے ـ جیسا کہ اُوپر ـ متعدد مکاتب فکر رکھنے والے ممتاز علماء و فقہاء کی تصریحات کے دوران ـ بیان ہوا ـ، اور پھر اس حقیقت سے صرفِ نظر کر لینا بھی درست نہیں کہ "بینک" جس طرح کے معاملات کو "تجارت" کا نام دیتا ہے کیا واقعۃً وہ سب شکلیں شرعاً بھی "تجارت" ہی کا مصداق ہیں؟ یا ان میں سے بعض حقیقتِ شرعیہ کے لحاظ سے ـ ربٰو کے ذیل میں آتی ہیں؟

غرضیکہ ان سب اُمور کے پیش نظر رکھنے کے بعد "بینک" سے حاصل ہونے والے "سُود" کا مصرف کیا ہو؟ اس سوال کا عمومی جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ "اسے صدقہ کرنا ہی ضروری ہے۔"

یہاں ایک اور بات بھی قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ جو شخص مالِ حرام فقیر کو دے وہ اپنی طرف سے صدقہ کی نیت نہ کرے، کیونکہ یہ شخص صدقہ کرنے والا نہیں ہے بلکہ صدقہ حقیقتاً اس شخص کی طرف سے ہے جو اس مال کا اصل مالک و مستحق ہے ـ یہ شخص تو ازجانب شرع ـ ایسی صورت میں ـ اصل مالک کا نائب، یا وکیل بالصدقہ ہے (اس لئے صدقے کا ثواب اصل مالک کو ملے گا نہ کہ اس کے نائب کو) اس بنا پر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اگر یہ شخص اپنی طرف سے صدقے کی نیت کرے گا تو ـ خلافِ واقعہ ہونے کی وجہ سے ـ خادع اور گنہگار ہوگا۔ البتہ اسے صدقہ پہنچانے (یعنی مالک و فقیر کے درمیان واسطہ بننے) کا ثواب انشاء اللہ ملے گا۔ اس تجزیے کے بعد یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ چونکہ یہ اصل متصدق نہیں بلکہ نائب ہے اس لئے اپنے ماں باپ کو (اگر وہ شرعاً مستحق صدقہ ہوں) بھی یہ ایسا مال دے سکتا ہے بلکہ اس بنیاد کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے اوپر بھی خرچ کر سکنا جائز ہو، مگر احتیاطاً اور مصلحۃً اس شخص کو اپنے اخراجات میں لانا جائز نہیں رکھا گیا، کیونکہ اس طرح اصل مالک کو تلاش کرنے اور اس تک اموال پہنچانے میں سستی پیدا ہو جانا قدرتی تھا نیز حیلہ جوئی اور بہانہ بازی کے لئے راہ کھل سکتی تھی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ بینک سے جو سُود کی رقم ملے وہ فقراء (یعنی صدقے کے مستحقین)

[1] کیونکہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ "دارالحرب" میں بھی کسی مسلمان کی جان و مال وہاں کے مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے (سیر کبیر ج ۳ ص ۲۲ کی عبارت سے یہی نکلتا ہے جیسا کہ مولانا گیلانی رح نے اپنے مقالہ میں ذکر کیا ہے۔ مولانا گیلانی رح کا مقالہ مودودی صاحب نے اپنی کتاب "سود" میں نقل کیا ہے۔)

نقد و تحلیل
(۲)

پروفیسر مولانا محمد مبارک صاحب کراچی

میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے سفرِ حج میں پیش آمدہ واقعات کا جائزہ

"وہابیت" کا رد

اسی زمانے میں علمائے مکہ نے والد مرحوم سے کہا کہ وہابی عقائد کی کتابیں اُردو میں ہیں، جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتے۔ نیز نجدی عقائد کا بھی رَد کافی طور پر نہیں ہوا ہے۔ شیخ احمد دحلان نے اس بارے میں خاص طور پر زور دیا۔ اور اس طرح والد مرحوم نے ایک کتاب نہایت شرح و لبسط کے ساتھ لکھی، جو اُن کی تصانیف میں سب سے بڑی ہے۔ اس کا نام "نجم ...... الرجم الشیاطین" ہے۔ یہ دس جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور ہر جلد بہت ضخیم ہے۔ اس کی ترتیب اس طور پر ہے کہ ایک سو چودہ مسئلے مابہ النزاع منتخب کئے ہیں۔ اتنی تعداد جزئی جزئی اختلافات کے استقصار کی وجہ سے ہو گئی ہے۔ ہر مسئلے کے لئے ایک باب قائم کیا ہے اور اس میں پہلے قرآن سے، پھر احادیث سے، پھر اقوالِ علماء سے رَد کا التزام کیا ہے۔ اس طرح کتاب، ایک سو چودہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ایک جلد صرف مقدمے میں ہے، اور چونکہ وہ ان مسائل کے متعلق نہیں ہے اس لئے معلومات کے اعتبار سے بکار آمد ہے۔ اس میں اُصولی طور پر عقائد اہلِ سنت پر بحث کی ہے اور ہر طرح کے اختلافات کو ختم کر کے اپنے مسلک کو بہت شرح و لبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

انتظام یہ کیا گیا تھا کہ کتاب کی تصنیف و اشاعت ایک ساتھ ہو۔ چنانچہ پہلی جلد جوں ہی تیار ہوئی، چھپ گئی۔ اسی طرح دوسری جلد بھی۔ یہ دونوں مکے کے سرکاری پریس مطبع میری میں چھپی ہیں۔ لیکن چونکہ اس درمیان میں سفر پیش آ گیا، جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اس لئے بقیہ جلدیں نہ چھپ سکیں۔

اس کے علاوہ ایک اور رسالہ بھی اسی مطبع میں چھپا ہے، جس میں اُنہوں نے وہ ایک سو چودہ مسئلے بلا تردید کے اس طور پر درج کئے ہیں کہ ایک کالم میں وہ ہیں اور دوسرے میں وہ عقائد ہیں جن کو وہ عقائدِ اہلِ سُنت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دیباچے میں لکھا ہے کہ شریف کی فرمائش اور شیخ احمد دحلان کے اصرار سے اس رسالے کو مرتب کیا ہے۔ اور اس میں شیخ احمد دحلان کو بھائی کے لقب سے لکھا ہے۔ جس سے ان کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔"[۱]

ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے بلکہ قارئین خود فیصلہ کریں کہ مکہ میں جو علماء ہندوستانی تھے وہ کون تھے؟ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد "حجاز مقدس اور البلد الامین" میں عقائد کی وہ جنگ لڑ رہے تھے جو آج سے چودہ سو سال قبل مشرکین مکہ

ع۔ مسودے میں یہ جگہ خالی ہے۔

[۱] آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی طبع انڈیا ص ۸۴ تا ۹۲۔

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑی تھی۔

جب شیخ الکل نے حج کا مصمم ارادہ کرلیا، تب ہندوستان سے حجاز میں خبر پہنچائی گئی کہ وہابیوں کا سرغنہ حج کرنے آرہا ہے اگر محفوظ چلا گیا تو یہ وہابیوں کی فتح ہوگی۔ اس خبر کے بعد وہاں ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جس کے مخصوص چار اصحاب تھے۔

(۱) مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۲) حاجی امداد اللہ (۳) مولوی عبدالقادر بدایونی (۴) مولانا خیرالدین۔

اس لئے ضروری ہے کہ مذکورہ اشخاص کا تعارف کرایا جائے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی

مولوی صاحب موصوف مغربی یوپی ضلع مظفر نگر کے ایک قصبہ "کیرانہ" کے باشندے تھے۔ ان کے رفیق ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی عیسائی مذہب کے متعلق بہت وسیع اور گہری معلومات رکھتے تھے۔ انہی سے ڈاکٹر صاحب کی رفاقت میں مولوی رحمت اللہ صاحب کو بھی عیسائیت پر کافی عبور حاصل ہوگیا۔ پادریوں سے بعض اہم مناظرے کئے اور ان کے رد میں کتابیں لکھیں۔

موصوف ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد ہجرت کرکے مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں آباد ہوگئے۔ وہاں انہوں نے اہل حدیث اور ان کے مسلک پر کیا کیا فرازشیں کیں۔ اس پہلو پر ان کے معاصر اور زخم خوردہ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے روشنی ڈالی ہے۔

"مولوی رحمت اللہ مذکور کو اگرچہ عیسائیوں سے کے رد و جوابات میں باعانت ڈاکٹر وزیر خاں بڑا دخل رہا ہے مگر اسلامی علوم خصوصاً قرآن و حدیث میں اس کو چنداں مہارت نہیں ہے اور اسی وجہ سے بلاواسطہ تقلید سابقین قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔ اور جو لوگ بلاواسطہ پچھلے علمائے کے قرآن و حدیث پڑھیں یا اس پر عمل کریں ان کو وہ مکہ مکرمہ میں چین نہیں لینے دیتے۔

ایک بزرگ (شیخ محمد نامی) حرم محترم میں حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ اس کو حکماً اس سے ہٹا دیا۔ پھر وہ ایک مدت تک ایک حلوائی کی دوکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپ کر حدیث پڑھاتے رہے۔ اس کو بھی اس نے حکومت سے کہہ کر بند کرادیا۔

ایک دفعہ حدیث کی ایک کتاب "سفر السعادۃ" (تصنیف علامہ مجدالدین صاحب قاموس) مکہ میں آئی اور شائقین حدیث نے اس کی ترویج چاہی تو اس کو بھی اس نے جاری نہ ہونے دیا۔

خاکسار نے مکہ مکرمہ میں چار مہینے رہ کر اکثر ان حالات کو بچشم خود ملاحظہ کیا۔ صرف سُنی سنائی باتوں کو بیان نہیں کردیا ہے[۱]"

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے مولوی رحمت اللہ کیرانوی صاحب کو مذکورہ کمیٹی کا صدر بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ صدر صاحب ترکان عثمانی اور حکومت نجد کے درمیان عقیدہ و عمل کی جو خلیج حائل تھی اس کو وسیع سے وسیع تر بنانے کی برطانوی سامراج کی ڈپلومیسی کو بروئے کار لانے میں سرگرم و مشغول تھے۔

اس حکمت عملی کی کامیابی کے لئے مقامی مسائل میں براہ راست تو غیر ملکی دخل نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے اس کمیٹی نے ترکان عثمانی کے مذہبی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیخ الکل کے مسلک کو سیاسی رنگ میں پیش کیا تاکہ وہ مشتعل ہوکر حضرت میاں صاحب کو مصائب میں مبتلا کردے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا یہ مشغلہ کوئی عجوبہ نہیں۔

---

[۱] اشاعۃ السنہ ج ۷ شمارہ ۱۰ ص ۲۸۹

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

حکیم محمد سعید

کام چوری خیانت ہے

اسلامی شریعت میں خیانت بہت بڑا اور بہت بُرا جرم ہے۔ خیانت میں جھوٹ اور بے ایمانی، دھوکا، فریب اور دغا بازی سارے رذائل شامل ہیں۔ سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینا چاہیئے۔ ایک انسان کا جو حق دوسرے انسان کے ذمے واجب ہو اُس کے ادا کرنے میں ایمان داری نہ برتنا بد دیانتی اور خیانت ہے۔ عام طور پر لوگ خیانت کو اس معنی تک محدود رکھتے ہیں کہ ایک کی چیز دوسرے کے پاس امانت ہو اور وہ اس میں بے جا تصرّف کرتا ہو یا مانگنے پر واپس نہ کرتا ہو تو یہ کھلی ہوئی خیانت ہے۔ لیکن خیانت کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے۔ مثلاً کسی کی کوئی چھپی ہوئی بات کسی دوسرے کو معلوم ہو یا کسی نے دوسرے پر بھروسا کرکے کوئی اپنا بھید اس کو بتایا ہو تو اس کا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت ہے۔ اسی طرح جو کام کسی کے سپرد ہو اُس کو وہ دیانت داری کے ساتھ انجام نہ دے تو یہ بھی بہت بڑی خیانت ہے۔ اسی طرح عام مسلمانوں کے خلاف یا قومی اور ملّی مفاد کے خلاف قدم اٹھانا بھی ملّت سے بد دیانتی ہے۔ دوست ہو کر دوستی نہ نبھانا، بھی خیانت ہے۔ دل میں کچھ رکھنا اور زبان سے کچھ کہنا، اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا، یہ بھی خیانت ہے۔

اسلام کی شریعت میں ساری خیانتیں یکساں ممنوع ہیں۔ چنانچہ سُورہ انفال میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو، اور نہ آپس میں جان بوجھ کر بد دیانتی کرو۔"

کام چوری ایک بدترین قسم کی خیانت ہے۔ کام چوری کی خیانت میں جھوٹ اور چوری کی بُرائیاں شامل ہیں۔ دھوکا اور فریب کا عنصر پنہاں ہے۔ اور قومی اور ملّی مفاد کے خلاف کام کرنے کے مترادف ہے۔ ان تمام بُرائیوں کے ساتھ ایک بہت ہی تکلیف دہ بُرائی یہ ہے کہ کام چوری کے ذریعے جو رزق حاصل کیا جائے گا اُسے اکل حلال نہیں کہا جا سکتا۔ اور اکل حلال کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ اگر حلال رزق نہ کھایا جائے تو نہ عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ ایسے آدمی کی کوئی دعا ہی مقبول بارگاہ ہو سکتی ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "کوئی بندہ حرام مال کمائے، پھر اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا۔ اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا۔"

سورۂ قصص میں ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ نے قرآنِ حکیم میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلا دیا تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے باپ سے کہا کہ بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھنا چاہتے ہیں وہ ہے جو مضبوط بھی ہو اور دیانت دار بھی۔ قرآنِ حکیم میں لفظ "امین" استعمال ہوا ہے، جس کے معنی ایمان دار اور دیانتدار کے ہیں، یعنی ملازم کے لئے ایک اہم ترین شرط یہ بھی ہے کہ وہ خیانت نہ کرتا ہو، یعنی کام چور نہ ہو کیونکہ ملازم کی خیانت یہی ہے کہ وہ مقررہ وقت کے اندر ایمان داری اور محنت کے ساتھ کام نہ کرے۔ اگر وہ ارادتاً کاہلی اور سُستی کرتا ہے یا کام پورا پورا نہیں کرتا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نگاہ میں وہ بدترین قسم کی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔

حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن بری باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اُن میں ایک خیانت بھی ہے۔ ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ

"الٰہی! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کہ یہ بہت بُرا اندرونی ساتھی ہے۔" آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "راست گو سوداگر، قیامت میں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ یہاں راست گو کی شرط اس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو خیانت کا مرتکب ہوگا اور عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ اسی طرح حضورؐ نے محنت مزدوری کے ذریعہ سے کسب معاش کو حلال ترین چیز فرمایا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کام چوری نہ کی جائے اگر محنت مزدوری میں کام چوری کی جائے تو یہ رزق حلال کے بجائے حرام ہو جائے گا اور خیانت کا جرم بھی ثابت ہو جائے گا۔

کام چوری کا مطلب یہ ہے کہ مقررہ وقت میں اور قبول کردہ اور مقررہ اُجرت میں اتنا کام نہ کیا جائے جتنا کرنا چاہیئے یا پورا وقت کام نہ کیا جائے یا کام میں سُستی اور کاہلی برتی جائے۔ ایسی تمام صورتوں میں مقررہ اُجرت جو مقررہ وقت کے لئے اور اندازاً معینہ کام کے لئے ادا کی جاتی ہے وہ وصول کرلی جائے اور کام پورا نہ کیا جائے تو یقینی طور پر یہ خیانت کی ایسی بُری شکل ہے کہ وصول کردہ اُجرت ناجائز بھی جائے گی اور اس طرح رزق حرام ہو جائے گا۔

خیانت کی کراہیت کا اندازہ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے بھی واضح ہو جاتا ہے جس میں اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن خیانت کا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا، اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہی ہوا ہو اور کہا جائے گا کہ "تم امانت لاؤ اور ادا کرو۔" وہ کہے گا۔ "اے اللہ اب کیسے لاؤں؟ کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے ہاویہ میں لے جاؤ۔"

یہ بات صاف ہے کہ صلوٰۃ امانت ہے۔ وضو امانت ہے۔ تول بھی امانت ہے، ناپ بھی امانت ہے اور ایمانداری اور محنت کے ساتھ کام کرنا بھی امانت ہے اگر کوئی کام کرنے والا پیداوار کی مقررہ یا معینہ مقدار اپنی کام چوری کی وجہ سے دے نہیں سکتا تو اس کی مثال ایسی ہے کہ اس نے امانت پوری پوری واپس نہیں کی اور خیانت کا مجرم ہوا۔ اور اس نے اُجرت پوری وصول کی۔ یعنی کم کام کے لئے زیادہ اُجرت وصول کی اور خیانت کے ساتھ عہد پورا نہ کرنے کا مجرم بھی ہوا۔ اور جو رزق حاصل کیا اس میں جرائم کا عنصر شامل کر لیا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

"اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ۔" یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے جس میں ہر اس مال کو حرام بتایا گیا ہے جو کسی ناجائز طریق سے حاصل کیا گیا ہو۔ کام چوری میں بھی کم کام کر کے زیادہ اُجرت وصول کرنا شامل ہے جو یقیناً ناجائز ہے۔

پاکستان میں اخلاق و آداب میں موجودہ انحطاط درحقیقت اس وجہ سے ہے کہ حقوق و فرائض میں عدم توازن پایا جاتا ہے قول اور فعل میں تضاد ہے۔ اور انسان جھوٹ اور سچ میں تمیز نہیں کر رہا ہے۔ یہ چیزیں اسلامی معاشرے کے لئے سازگار نہیں ہیں اور ان کی موجودگی کی وجہ سے ہم من حیث المجموع بڑی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔

ہماری یہ ذہنی و فکری، جسمانی اور روحانی، مالی اور اقتصادی، معاشی اور معاشرتی پریشانیاں ہرگز اس وقت تک رفع نہیں ہوں گی جب تک ہم پاکستان میں شریعت اسلامی کو اختیار نہ کریں گے۔ انسان کا شرف و امتیاز اس وقت تک قائم نہ ہو گا جب تک ہم قرآن اور سنت کو رہنما نہیں بنائیں گے اور جب انسان کی عزت و احترام اور اس کا شرف قائم ہو جائے گا تو پاکستان سے بلاشبہ ساری بُرائیاں بھی دُور ہو جائیں گی۔

تبلیغی جلسہ

۵ اپریل بروز جمعرات بعد از نماز عشاء بمقام مسجد توحید گنج اہلحدیث، گڑھا روڈ۔ منڈی بہاؤ الدین۔ خطاب: مولانا محمد حسین شیخوپوری و دیگر علماء۔
(صوفی احمد دین حنیف منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات)

تحریر: عبدالغفور نون

موحدینِ نورستان کی قائم کردہ

دولتِ انقلابی اسلامی افغانستان

کے دو تعزیری فیصلے!

نورستان سلفی مجاہدین کی سرزمین ہے ۔ یہاں خالص سلفی عقائد کی بناء پر مولانا محمد افضل کی امارت میں "دولت انقلابی اسلامی افغانستان" کے نام سے اسلامی حکومت قائم کردی گئی ہے ۔ گذشتہ دنوں یہاں شرعی قانون کے تحت دو تعزیری فیصلے کئے گئے جن کی تفصیل دولتِ مذکورہ کے ارتباطِ خارجہ کے رکن مولوی عبدالغفور نون صاحب نے مہیا کی ہے ۔ ہم اسے الاعتصام کے کالموں میں اس جذبہ سے شائع کر رہے ہیں کہ تمکّن فی الارض پانے والی اسلامی حکومتوں کو فوری طور پر شرعی قوانین کا نفاذ کرنا چاہیئے اور ہماری حکومت بھی جو اسلام کے نفاذ کے دعوے کرتی ہے اس کو اس قسم کی توفیق حاصل ہو ۔ —————— (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب

قرار رپورٹ جو مرکزی اطلاعات "دولت اسلامیہ انقلابی افغانستان" سے ہے ۔ جو اللہ کے فضل و کرم سے روسی استبداد سے آزاد ہو کر گذشتہ تین سال سے قائم ہے ۔ اور اپنے نصب العین پر عمل پیرا ہے ۔ اس کا مقصد اللہ کی سرزمین پر اس کے بنائے ہوئے اصولوں کو اللہ کی مخلوق پر نافذ کرنا ہے ۔ گذشتہ دنوں یہاں دو تعزیری فیصلے کئے گئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

ا ۔ ۱۵ فروری ۱۹۸۴ء کو ایک آدمی جس کا نام بہلول ولد عبدالحمید سکنہ منڈگل (نورستان شرقی) نے دن دہاڑے ایک شخص مسمیٰ علی خان ولد بہادر کو چھری مار کر ہلاک کر دیا ۔ اس کی اطلاع جب دولتِ اسلامیہ کی پولیس (Police) کو ملی تو اس نے قاتل کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ۔ قاضی محمد اسحاق کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا تو قاضی کی اپنی تحقیق اور گواہان کے بیان کے مطابق جرم قتل ثابت ہو گیا ۔ اس کے بعد قاتل کے ورثاء نے دیت دینے کی بہت کوشش کی لیکن مقتول کے ورثاء معاف کرنے سے انکاری تھے اور قصاص پر بضد تھے لہٰذا "دولتِ اسلامیہ" کے قاضی صاحب نے اُن کے حق میں قصاص کو نافذ کر دیا اور قاتل کو کیفرِ کردار تک پہنچایا ۔

۲ :۔ ۸ مارچ ۱۹۸۴ء کو ایک شادی شدہ مرد اور ایک شادی شدہ عورت زنا کاری کے جرم میں گرفتار ہوئے ۔ ان دونوں کو مرکزی نورستان کے علاقہ کانتوا کے قاضی مولانا عبداللہ ابن الفضل کے سامنے پیش کیا گیا ۔ دونوں کے اقرار پر علاقہ کے لوگوں کے اجتماع میں رجم کی حد نافذ کی گئی اور دونوں کو ایک میدان میں سنگسار کر دیا گیا ۔ بعد میں جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کر دیا گیا ۔

واللہ علیٰ ما نقول وکیلہ

تبصرۂ کتب علیم ناصری

ماہنامہ حکیمِ انقلاب لاہور

جلد ۲ شمارہ ۱۰ (اشاعت خصوصی)

سالانہ چندہ ۳۰ روپے • فی پرچہ ۳ روپے

مقامِ اشاعت :- ۴۔ دل محمد روڈ۔ لاہور

زیرِ نظر ماہنامہ طبِ یونانی (اسلامی) کا ترجمان ہے۔ جو حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی مرحوم کی یاد میں شائع ہوتا ہے جس کی مجلسِ ادارت میں حکیم محمد عظیم قاسمی (مدیرِ اعلیٰ) حکیم محمد صدیق شاہین (ایڈیٹر انچارج) اور حکیم محمد ارشد فلاحی اور سید انوار غالب (ڈپٹی ایڈیٹر) شامل ہیں۔ اس شمارے کے مندرجات تمام ترنشیات کی تردید اور ان کے نقصانات پر مشتمل ہیں۔ شراب۔ الکوحل اور دیگر نشہ آور محلول جو ایلوپیتھک ادویات میں عام استعمال ہوتے ہیں ان کی ضرر رسانی پر سیر حاصل مضامین لکھے گئے ہیں اور اسلام کی رُو سے بھی ان کی ممانعت واضح کی گئی ہے۔

حکیم انقلاب اپنے موضوع اور مقاصد کے اعتبار سے نہایت وقیع جریدہ ہے جو اطباء اور عام لوگوں کے لئے بیش قیمت طبی معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

آخر میں ہم ادارے سے یہ استدعا کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ایسے مفید جریدے کی طباعت میں کتابت کی صحت کا خاص اہتمام ہونا چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ اس پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ شلاً صفحہ ۶ پر ایک جگہ نطفہ کو نقطہ اور تشبیہ کو دو مرتبہ تشبیح لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۸ پر پہلی سطر میں حرارت غریزی کو حرارتِ عزیزی اور آگے غریزی کو ہر جگہ عزیزی لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۱۵ پر من یھدہ کو میھدہ ، اخص الخواص کو اخص الخواص کرم فرمائیوں کو کرم نوازیوں رضا پر رضیت لکھا الاسلام میں

کی تکرار ، صفحہ ۵۹ پر قارئین کو قارعین وغیرہ اسی طرح بے شمار غلطیاں ہیں جن کی فہرست دینا ہمارا مقصد نہیں محض توجہ دلانا مقصود ہے۔ انسانی صحت پر لکھے گئے مضامین کی کتابی صحت بھی ملحوظ رہنی چاہیئے۔ مجموعی طور پر یہ رسالہ طبی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔

جشنِ عیدِ میلاد النبیؐ (کتابچہ)

مؤلف :- رانا محمد اکبر

ضخامت :- چھوٹے سائز کے ۱۶ صفحات۔

رنگین سرورق • قیمت ۵۰/۱ روپیہ

ناشر :- اکبر پبلیکیشنز - ۱۰/۳۱ اردو بازار ، لاہور

رانا محمد اکبر صاحب ایک خوش نویس ہونے کے ساتھ ساتھ خوش فکر اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں۔ وہ دینی جذبے سے سرشار ہونے کے باعث تبلیغ کا بھی شوق رکھتے ہیں۔ اور اسی جذبے کی تکمیل کے لئے انہوں نے چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ زیرِ نظر کتابچہ عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سلسلہ ۱ ہے۔ اس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ عید میلاد کا وجود قرونِ اُولیٰ میں کہیں نہیں تھا اور نہ ہی یہ تعلیم نبویؐ یا آثارِ صحابہؓ سے ثابت ہے۔

رانا صاحب کی تحریر میں روانی اور دلائل میں پختگی ہے جو قاری کو متاثر کرتی ہے۔ اگر وہ اسی طرح اپنی کاوشیں جاری رکھیں گے تو یقیناً ایک دن اعلیٰ اہلِ قلم میں شمار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور دینی جذبے میں اضافہ فرمائے۔

درخواست دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی صحت

بحمد اللہ پہلے سے کافی بہتر ہے مگر تاحال نقاہت باقی ہے احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے اپنی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں (ادارہ)

اطلاعات واعلانات

تبلیغی اجتماعات

(۱) تنظیم نوجوانان نیو سعید آباد سندھ کے زیر اہتمام تیسری سالانہ کانفرنس ۲۷ تا ۲۹ اپریل ۸۴ء زیر صدارت پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی منعقد ہو رہی ہے۔

(۲) جمعیت اہل حدیث گنجاہ (گجرات) مسجد اہل حدیث میں ۱۲ اپریل ۸۴ء کو بابا احمد دین اور مولوی عبدالکریم اثری خطاب فرمائیں گے۔

(۳) جمعیت اہل حدیث لاہور شہر کے تبلیغی پروگرام میں ۱۰ اپریل کو مولانا محمد سلیمان انصاری درس روڈ باغبانپورہ اور مولانا عبداللطیف صاحب ۱۳ اپریل کو مسجد منور نکلسن روڈ میں بعد از نماز عشاء خطاب فرمائیں گے۔

(۴) جمعیت اہل حدیث ملتان کا ۵۳ واں سالانہ جلسہ باغ عام خاص دولت گیٹ ملتان میں زیر صدارت میاں فضل حق صاحب ۲۰۔۲۱ اپریل ۸۴ء منعقد ہوگا۔ مہمان خصوصی پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی ہوں گے ملک بھر سے جید علمائے اہل حدیث خطاب فرمائیں گے۔ مفصل اشتہار الگ شائع ہوگا (عبدالصبور نائب ناظم)

(۵) انجمن تعمیر نو پاکستان گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ۴ مئی ۸۴ء کو ساتویں کل پاکستان انعامی قرأت کانفرنس جناح ہال گوجرانوالہ میں صبح ۸ بجے منعقد ہوگی حصہ لینے والے قاری اپنی درخواستیں، مدرسہ کی سند اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ۲۰ اپریل تک مرکزی دفتر کو روانہ کر دیں۔ مزید تفصیلات کے لئے (مرکزی دفتر انجمن تعمیر نو پاکستان حافظ آباد روڈ نزد چاہ شاہاں گوجرانوالہ)

کتب خانہ وہابیہ گوجرانوالہ

۱۔ مسلک اہل حدیث کے مطابق کوئی فرد یا ادارہ کوئی کتاب، رسالہ، پمفلٹ شائع کرنا چاہے تو میرے نام اور کتب خانہ وہابیہ کی طرف سے شائع کر سکتا ہے۔ تمام ذمہ داری راقم الحروف پر ہوگی۔

۲۔ صد و چند مسئلہ در مسئلہ ریش اور "رسالہ مخفی" فارسی زبان میں چند مسلکی مسائل، حکایات و لطائف پر مشتمل ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

۳۔ مولانا ابراہیم خادم تاندلوی کے دس قصے۔ ہر قصہ دو۔ دو۔ ایک سیٹ آپ کے لئے۔ ایک سیٹ آپ کے غیر اہل حدیث دوست کے لئے۔ ۲۰ قصے ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔

۴۔ اپنے نام پر جاری شدہ جریدہ "الاعتصام" مطالعہ کے بعد اپنے دوستوں، احباب و دیگر افراد کو مطالعہ کے لئے دیجئے۔ شہروں و قصبات و دیہات میں "الاعتصام" جاری کروانے کی احباب کو ترغیب دیجئے اگر وہ جاری کرانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو اس میں ہر ممکن تعاون کیجئے۔ اور ہفت روزہ "الاعتصام" اپنی طرف سے جاری کروا دیجئے۔

(خواجہ عطاء الرحمٰن ایم اے۔ کتب خانہ وہابیہ۔ ۴۲۵-۴۲۴ ل سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)

اپیل برائے تعاون تعمیر مسجد

میانوالی شہر میں مسجد اہل حدیث کی شدید ضرورت ہے۔ مسجد کمیٹی نے اب تک ۴۶ ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے لیکن منصوبہ کی تکمیل کے لئے ۵/۶ لاکھ روپیہ کی لاگت کا اندازہ ہے۔ تمام مخیر و اہل ثروت حضرات بھرپور تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مسجد کا اکاؤنٹ نمبر ۱۴۷ ⎫ حبیب بنک مین بازار
اور مدرسہ کا اکاؤنٹ نمبر ۵۸۳ ⎭ میانوالی ہے۔

(شاہجہان ملک ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ میانوالی)

خطیب کے ضرورتمند توجہ فرمائیں

(۱) جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے فارغ التحصیل ایک نوجوان مدرس اور بہترین خطیب اپنی خدمات لاہور یا کسی دوسری جگہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ راقم سے جلد رابطہ قائم کریں۔ (منیر احمد امام مسجد محمدی اہل حدیث گلی ۴۰ پیپلز کالونی۔ ساہیوال)

(۲) ہمارے ہاں ایک ہمہ صفت موصوف خطیب موجود ہے۔ صرف شہروں کے لئے رابطہ قائم کریں۔ (محمد اصغر حازم خطیب جامع اہل حدیث سبزی منڈی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)

ضرورت اکاؤنٹنٹ

ہمیں ایک تجربہ کار اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے جو ہمہ وقت دکان پر کام کر سکے۔ ضرورت مند احباب صبح نو بجے سے شام ۶ بجے تک تشریف لا سکتے ہیں۔
(وسیم برادرز دکان ۴۳ پنجاب بلاک اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور)

کانفرنس کی تاریخوں میں تبدیلی

ملتان عام خاص باغ میں مورخہ ۲۱-۲۲-اپریل ۸۴ء کو جو کانفرنس ہو رہی تھی بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر اب ۴-۵ مئی ۸۴ء کو ہو گی انشاء اللہ احباب نوٹ فرمالیں (کریم بخش ناظم جمعیت اہل حدیث ملتان شہر)

پہلی ایک اہلحدیث کانفرنس سیالکوٹ

۱۳-۱۴-۱۵ اپریل (جمعہ ہفتہ اتوار) کو ہو رہی ہے احباب یاد رکھیں۔

وفیات۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۔ امیر جمعیت اہل حدیث سیانوالی جناب ابراہیم قریشی صاحب طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم مسلک اہل حدیث کے بے لوث خادم اور عملی طور پر ایک متقی اور مخیر شخصیت کے مالک تھے۔ (محمد اسلم نیازی ایم اے)

۲۔ کوٹلی آزاد کشمیر کی جمعیت اہل حدیث کے سرگرم کارکن حاجی عبدالرحیم صاحب ۸ مارچ کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ مرحوم نہایت پارسا اور صاحب عمل سلفی بزرگ تھے۔ (محمد زکریا ثاقب)

۳۔ ۴-۳-۱۹۸۴ بروز سوموار میری جوان سال ہمشیرہ اچانک اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اس نے دو بچے ۱۰ سال، ۸ سال پیچھے چھوڑے ہیں۔ (عبداللہ کلیم ایم اے)

ادارہ تمام مرحومین کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور تمام قارئین سے التماس کرتا ہے کہ مرحومین کے لئے صمیم قلب سے دعائے مغفرت کریں۔

بقیہ: میاں نذیر حسینؒ

تھا۔ راقم الحروف ۱۹۵۰ء میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں صحیح مسلم اور مؤطا امام مالکؒ پڑھتا تھا۔ اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کے متعلق اخبارات ہند میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مولانا حسین احمد مدنی صاحب نے اہل حدیث طلباء کو دارالعلوم دیوبند سے خارج کر دیا۔ اسی طرح مولینا غلام اللہ صاحب نے راولپنڈی کی اہلحدیث مسجد پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ ع ہمیں یاد ہے وہ ذرا ذرا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(باقی)

انجمن فروغ توحید و سنّت پشاور کے اغراض و مقاصد

انجمن ہذا کا ایک اجتماع مرکزی جامعہ مسجد میں مولانا عبدالواحد خطیب جامعہ مسجد کوٹلہ فیصل بانان میں منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کے بعد مولانا عبدالسلام سلفی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ کے فرمان کے مطابق دنیا کا وہ بہترین گروہ اُمتِ محمدی ہے جسے کو انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ یہ نیکی کا حکم کرتے ہیں، بدی سے روکتے ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کو اعتقاداً اور عملاً اپنا الٰہ اور رب اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ یہی توحید و سنّت ہے اور اس کے فروغ کے لئے یہ انجمن قائم کی گئی ہے۔ اس نے گذشتہ سال کے عرصہ میں ارکان کے ذاتی کردار کی تعمیر۔ اشتہارات، پمفلٹ اور تبلیغی اجتماعات کے ذریعہ دین کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کی اور نوتھیہ میں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ اس اجلاس میں یہ فیصلے کئے گئے (۱) کابینہ کا اجتماع ہر ماہ منعقد ہو جس میں گذشتہ کارکردگی پر غور کرکے آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے (۲) پشاور میں دو روزہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں صدر حاجی اصغر علی اور مولانا عبدالسلام سلفی سے استدعا کی گئی کہ ملک بھر کے علماء اہل حدیث سے رابطہ قائم کریں۔ (۳) نوتھیہ میں تعمیر مسجد کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ زمین کا سودا کرنے کے بعد ہی پشاور سے باہر کی جماعتوں سے اپیل کی جائے (محمد زمان ناظم نشر و اشاعت)

مجلسِ عمل تحفّظِ ختمِ نبوّت جہلم کا اجلاس اور قراردادیں

مجلس عمل تحفّظِ ختم نبوت ضلع جہلم کا ایک اجلاس دفتر مجلس عمل جامع مسجد اہل حدیث چوک اہل حدیث میں زیر صدارت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس سے مولانا حافظ عبدالغفور، مولانا غلام سرور نورانی، مولانا عبدالرحمٰن قاسمی، حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی، چوہدری فضل الٰہی تاجپوری اور سید وجیہہ الحسن زیدی نے خطاب کیا۔

آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں اتفاق رائے سے منظور ہوئیں۔

۱۔ قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے جن میں (۱) ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے (۲) قادیانیوں کو مسجد، اذان اور دیگر اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے قانوناً روکنے اور (۳) قادیانیوں کے خود کو مسلمان کہلانے کو جرم قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ (۲) فوج اور سول کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ رکھا جائے اور کلیدی اسامیوں پر غیر مسلموں کے فائز ہونے کی قانوناً روک تھام کی جائے (۳) مولانا محمد اسلم قریشی کو جلد از جلد بازیاب کیا جائے اور ان کے اغوا کے کیس میں مرزا طاہر احمد کو شاملِ تفتیش کیا جائے (۴) پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کرکے قادیانوں کا غیر مسلم کے طور پر اندراج کیا جائے (۵) قادیانیوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے اور تمام اسلحہ ضبط کیا جائے۔

کشمینا اُون
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
حاجی محمد ابراہیم اینڈ سنز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون: ۶۶۱۳۵

نام بھی اچھا — کام بھی اچھا
صُوفی سوپ ہے سب سے اچھا
صُوفی سوپ
گذشتہ اٹھائیس ۲۸ سال سے آزمایا ہوا!
صوفی سوپ ہر قسم کے کپڑوں کی دھلائی کے لئے
تمام صابنوں اور پوڈروں سے بہتر ہے،
تار: صوفی سوپ
فون: ۶۴۵۲۲ / ۵۴۵۲۲
صُوفی سوپ فیکٹری رجسٹرڈ
۳۹ فلیمنگ روڈ
لاہور

جامعہ محمدیہ
گوٹھ حاجی سلطان احمد
ٹنڈو غلام علی (سندھ)
شاہراہ ترقی پر
دینی و جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت و شادمانی کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ جامعہ محمدیہ کے دو طلبہ کے کاغذات داخلہ اعزازی طور پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور المعہد الحرم المکی مکۃ المکرمہ میں منظور ہو چکے ہیں، طلبہ کے نام یہ ہیں۔
● عبدالعزیز نظامانی صاحب بدین (سندھ) ● حافظ محمد علی صاحب شیخوپورہ (پنجاب)
جامعہ کے لئے المملکۃ السعودیۃ کی جانب سے دو استاد باضابطہ منظور ہو چکے ہیں جن کی آمد اختتام سال پر متوقع ہے۔
جامعہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کا سنگ بنیاد ممتاز شخصیت جناب محترم فضیلۃ الشیخ محمد بن السبیل صاحب امام الحرم المکی نے اپنے دست اقدس سے رکھا۔ حاجی سلطان احمد صاحب مہتمم جامعہ کے دورہ سعودیہ کے موقع پر شیخ موصوف اور اسلامی دنیا کے مشہور دانشور جناب مکرم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز صاحب نے جامعہ سے بھرپور معاونت کا وعدہ فرمایا اور مؤثر انداز میں سفارشات مرتب فرمائیں۔ دامت برکاتہم
ان کے مکتوب کے عکس سامنے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔
یاد رہے
جامعہ کی یہ تمام ترقی و عروج کا دار و مدار فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالقادر بن حبیب اللہ (السندھی) کی مسلسل تگ و دو، ان کی جامعہ سے والہانہ عقیدت اور بے لوث وابستگی کا ثمرہ ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔
ناظم نشر و اشاعت
جامعہ محمدیہ گوٹھ حاجی سلطان احمد ٹنڈو غلام علی ضلع بدین (سندھ)
فون ۴۷

WEEKLY AL-AITISAM LAHORE R.L. No 5523